Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

(سورۃ الانبیاء ۱۰۷)

رحمۃ للعالمین

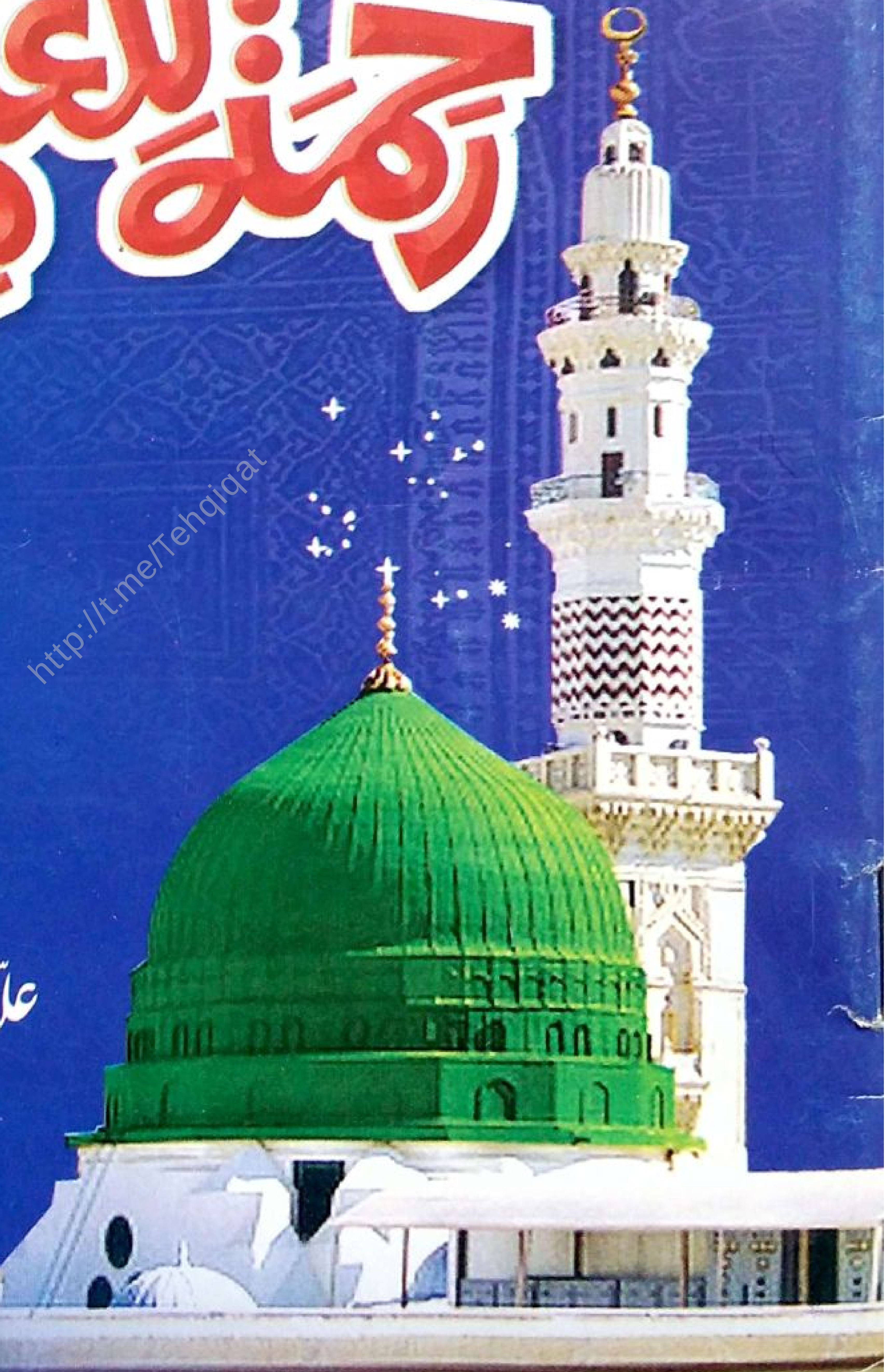

http://t.me/Tehqiqat

تقریر

استاذ الاساتذہ
علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی
شیخ الحدیث
جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	....	رحمۃ للعالمین
تقریر	....	شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی
تصحیح وتخریج	....	قاری نذیر احمد سعیدی
کمپوزنگ	....	حافظ محمد کاشف جمیل
صفحات	....	40
تعداد	....	3000
اشاعت	....	ستمبر 2014ء/ذیقعد ۱۴۳۵ھ

ہدیۂ عقیدت

ازقلم: استاذ العلماء علامہ محمد طاہر تبسم قادری
سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہت کم لوگ ہوتے ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ تحریر، تقریر اور تدریس میں یکساں مہارت عطا فرماتا ہے اور وہ ان تینوں شعبوں میں گرانقدر خدمات کے حامل بھی ہوتے ہیں۔

ایسی ہی نادر الوجود شخصیات میں سے ایک شخصیت استاذ الاساتذہ جامع المعقول والمنقول، محسن اہل سنت، شیخ الحدیث، استاذی المکرم حضرت علامہ الحاج حافظ محمد عبدالستار سعیدی دامت برکاتہم العالیہ کی ہے۔ جنہوں نے نہ صرف مذکورہ شعبوں میں انمٹ نقوش چھوڑے ہیں بلکہ نظم ونسق قائم کرنے میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ کا مثالی نظام آپ ہی کا مرہون منت ہے جس کے لئے آپ کو پہلے مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ اور اَب

http://t.me/Tehqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

جانشینِ مفتی اعظم پاکستان کا بھرپور اعتماد حاصل رہا ہے۔

تدریس ہو، تحریر ہو یا تقریر۔ مختصر، جامع، مدلل اور آسان پیرائے میں بات کرنا آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپکی تدریس کی انفرادیت اگر کوئی جاننا چاہے تو اُن ہزاروں فضلاء وطلباء سے پوچھے جنہیں آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ کی تحریر کی جامعیت کی شاہدِ عادل مختلف موضوعات پر آپ کے نوکِ قلم سے نکلی ہوئی درجنوں کتب ہیں جو قارئین کو دعوت نظارہ دے رہی ہیں۔

جہاں تک آپ کی خطابت اور تقریر کا تعلق ہے تو اس حوالے سے میں مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کا ایک قول نقل کرنا کافی سمجھتا ہوں جسے راقم الحروف نے اپنے کانوں سے سنا ہے آپ نے فرمایا!

"میں نے حافظ صاحب (جامعہ نظامیہ کے ماحول میں جب "حافظ صاحب" کا لفظ بولا جاتا ہے تو آپ ہی مراد ہوتے ہیں) کو روک رکھا ہے خطابت کے میدان میں زیادہ نہیں جانے دیا ورنہ یہ وقت کے کسی بھی خطیب سے بڑے خطیب ہیں"

یہی وجہ ہے کہ گذشتہ دنوں آپ میرپور خاص (سندھ) خطاب کے لئے تشریف لے گئے۔ پیر صاحب پگارا شریف کے مریدین کی محفل تھی اور وہ خود بھی تشریف فرما تھے۔ وہاں آپ نے "رحمۃ للعالمین" کے موضوع

پر انتہائی پُر مغز خطاب فرمایا جو اس قدر پسند کیا گیا کہ سامعین میں کچھ صاحب ذوق ومحبت احباب اس خطاب کو افادۂ عامہ اور ریکارڈ کا حصہ بنانے کے لئے احاطۂ تحریر میں لانے کا مسلسل تقاضا کرتے رہے جس کے سامنے انکار کی گنجائش نہ رہی۔

چنانچہ اُس تقریر کو صورتِ تحریر میں پیش کیا جارہا ہے امید بلکہ یقین ہے کہ ان شاء اللہ اسے بہت پسند کیا جائے گا۔

خداوند ذوالجلال استاذ گرامی قدر کو صحت وسلامتی کے ساتھ عمر خضر عطا فرمائے اور ہمیں آپ کے فیوض وبرکات سے بہرہ مند ہونے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

http://t.me/tehqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ o

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰهِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

سامعین گرامی! نبی کریم ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا بیان چل رہا تھا۔ آج بھی اسی سلسلے میں کچھ مزید گفتگو بڑھانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ویسے تو قرآن مجید کی اس آیۃ کریمہ سے یہ صراحتاً معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کے پیارے محبوب، ہم سب کے آقا، امام الانبیاء، محمد مصطفیٰ ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔ جس طرح پروردگارِ عالم، تمام جہانوں کے لیے رب ہے، کیونکہ اپنے لیے اس نے قرآن مجید میں وصف رب العالمین ذکر کیا اور اپنے محبوب کو رحمۃ للعالمین قرار دیا۔ دونوں جگہ العالمین آیا ہے۔ اور

العالمین، العالَم کی جمع ہے۔ اور عالَم جہان کو کہتے ہیں۔ پھر اس جگہ پر الف لام بھی لایا گیا جو کہ استغراق کا فائدہ دے رہا ہے۔ تو معنیٰ یہ بن گیا کہ ہر ایک جہان کے لیے، ہر جہان کے لیے اللہ رب ہے اور اس کے محبوب ﷺ رحمت ہیں۔ جتنے جہان اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے وہی بہتر جانتا ہے۔ اور جتنے بھی جہان اس نے پیدا فرمائے ان سب کے لیے وہی رب ہے۔ اور اسی طرح جتنے بھی جہان اس نے پیدا فرمائے ان سب کے لیے اس کے محبوب ﷺ رحمت ہیں۔

کوئی جہان ایسا نہیں جس کے لیے رب اللہ نہ ہو، کوئی اور ہو...... اور اسی طرح کوئی جہان ایسا نہیں جس کے لیے ہمارے آقا رحمت نہ ہوں...... وہ سب کے لیے رب ہے اور یہ سب کے لیے رحمت ہیں...... نہ اس کی ربوبیت سے کوئی بے نیاز ہے، نہ ان کی رحمت سے کوئی بے نیاز ہے...... جس طرح سارے اس کی شان ربوبیت کے محتاج ہیں اسی طرح سارے ہی نبی پاک ﷺ کی شانِ رحمت کے محتاج ہیں۔

ایک روایت کے مطابق کل جہانوں کی تعداد اٹھارہ ہزار ہے۔ تو اب مطلب یہ نکلے گا کہ پروردگارِ عالم اٹھارہ ہزار جہانوں کا رب ہے اور نبی کریم ﷺ اٹھارہ ہزار جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔ لیکن اگر معروف اور مشہور جہانوں پر نظر کی جائے تو چار جہان سامنے آتے ہیں:

http://t.me/Tehqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر 1......عالمِ ارواح

نمبر 2......عالمِ دنیا

نمبر 3......عالمِ برزخ

نمبر 4......عالمِ آخرت وعالمِ محشر

پہلا جہان......عالمِ ارواح

عالمِ ارواح اس جہان کو کہتے ہیں جہاں پیدا ہونے سے پہلے جانداروں کی روحیں رہتی ہیں، روحیں ساری پیدا ہوگئیں۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ جب چاہتا ہے اسے جسم کے قالب میں داخل کر کے دنیا میں بھیج دیتا ہے۔ اور دنیا میں آنے سے پہلے ہم سارے عالمِ ارواح میں تھے اور یہ دنیا جو ہے یہ عالمِ فانی ہے۔ اس کے بعد یعنی مرنے کے بعد قیامت سے پہلے پہلے جس جہان میں ہمیں رہنا ہوگا یا دنیا سے جانے والے اب جہاں رہ رہے ہیں اسے کہتے ہیں عالمِ برزخ۔ اور پھر قیامت کے وقوع پذیر ہونے کے بعد جب سارے لوگ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، اسے کہتے ہیں عالمِ محشر۔

تو جب نبی کریم ﷺ کو پروردگارِ عالم نے کل جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے تو سرکار ﷺ عالمِ اروح کے لیے بھی رحمت ہوں گے، عالمِ دنیا کے لیے بھی رحمت ہوں گے، عالمِ برزخ کے لیے بھی رحمت ہوں گے

اور عالمِ محشر کے لیے بھی رحمت ہوں گے۔ کیونکہ یہ سارے عالم ہیں۔ اور نبی پاک ﷺ تمام عالموں کے لیے، تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔

عالمِ ارواح میں آپ ﷺ کی رحمت کا ظہور۔۔۔ یعنی جب نبی کریم ﷺ عالمِ ارواح میں جلوہ گر تھے، اس وقت آپ ﷺ کی رحمت کا ظہور ہوا۔ اس کے لیے ایک روایت بیان کر کے پھر عالمِ دنیا میں آپ کا رحمت ہونا بیان کروں گا۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ میں بیان فرمایا اور امام حاکم نے مستدرک میں بیان فرمایا۔ اور صاحب روضۃ الاحباب نے بیان فرمایا کہ:

> نبی کریم، سرکار دو عالم ﷺ کی رحمت کا ظہور عالمِ ارواح میں حضرت آدم علیہ السلام کے لیے ہوا۔ وہ اس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے ربِّ ذوالجلال نے دنیا میں زمین پر بھیج دیا اور یہ اس کی حکمت کا مقتضی تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس درخت کا پھل کھا لیا جس کا پھل کھانے سے آپ کو روکا گیا تھا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کو ربِّ ذوالجلال نے اپنے حکم اور اپنی حکمت کے تحت زمین پر بھیج دیا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے یہاں آ کر کئی سو سال رو رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجائیں کیں۔ توبہ کی، لغزش کی معافی کے لیے اپیلیں کیں۔ لیکن کوئی جواب نہ آیا۔

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک روایت کے مطابق تین سو سال حضرت آدم علیہ السلام روتے گڑگڑاتے، گریہ وزاری کرتے اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی قبولیت کے لیے دعائیں کرتے رہے۔

بالآخر ایک دن ربّ ذوالجلال کی بارگاہ میں ان الفاظ کے ساتھ دعا کی جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ:

''اے پروردگار عالم! مجھے تو اپنے محبوب محمد ﷺ کے صدقے میں اوران کے طفیل معاف فرمادے۔''

جب یہ دعا کی تو ربّ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا کہ:

''اے آدم! یہ جن کا وسیلہ میری بارگاہ میں پیش کیا ہے انہیں کہاں سے تم نے پہچانا ہے، یہ کون ہیں؟''(۱)

روضۃ الاحباب کی عبارت یوں ہے:

کیست کہ بحق وے دعا می کنی؟
و تو او را از کجا می دانی

ترجمہ: وہ کون ہیں جن کے صدقے میں دعا کر رہے ہو۔ اور تو نے انہیں کہاں سے پہچانا ہے؟

ربّ ذوالجلال کے اس ارشاد کے جواب میں حضرت آدم علیہ السلام

---

(۱)۔۔۔۔المواہب اللدنیۃ المقصد الاول تشریف اللہ تعالیٰ لہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۳
۔۔۔۔المستدرک للحاکم کتاب التاریخ دارالفکر بیروت ۲/ ۶۱۵

نے یوں گزارش کی جس کا صاحب روضۃ الاحباب نے اپنے الفاظ میں یوں ترجمہ کیا:

''خداوندا چوں مرا پیدا کردہ بودی''

اے ربّ ذوالجلال! جب تو نے مجھے پیدا فرمایا تھا۔

''دیدم بر ساقہائے عرش و بر درہائے بہشت و در چشمہائے حوران وغلمان نوشتہ شود ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ''

اے میرے رب! جب تو نے مجھے پیدا فرمایا تھا، میرے اندر روح پھونکی تھی میں نے آنکھ اٹھا کر جدھر بھی دیکھا، عرش کو دیکھا، جنت کے دروازوں کو دیکھا، جنتی درختوں کے پتوں کو دیکھا، حوران وغلمان کی پیشانیوں اور آنکھوں میں دیکھا، جدھر بھی نگاہ اٹھا کر میں نے دیکھا، ہر جگہ مجھے یہی لکھا ہوا نظر آیا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

از انجا دانستم کہ محبوب ترین خلق نزد تو اوست۔(۲)

میں نے وہاں سے یہ جان لیا تھا کہ ساری مخلوق سے زیادہ محبوب تیری بارگاہ میں وہی ہستی ہے۔ جن کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر ہر جگہ لکھا ہوا ہے۔ وہاں سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا۔

چنانچہ آج میں نے تیری بارگاہ میں اسی تیرے محبوب کا واسطہ دیا ہے جو

---

(۲)۔۔۔۔روضۃ الاحباب

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

تجھے ساری مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ جس کے نام کو ہر جگہ تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کے لکھا ہے، تو میں نے اس کا وسیلہ تیری بارگاہ میں پیش کیا۔

اتنا اتصال اور اتنا اقتران ہے اللہ رب العزت کے نام کے ساتھ، نبی کریم ﷺ کے نام کا۔ اتنا اقتران کہ اِدھر اللہ کا نام آخر میں پہنچتا ہے تو فوراً محمد رسول اللہ کا نام شروع ہو جاتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ میں اللہ کا نام ہے، محمد رسول اللہ میں اس کے محبوب کا نام ہے۔

لیکن غور فرمائیں۔ ربِّ ذوالجلال کی حکمت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ محبوب کی عظمت بھی دیکھیئے، پہلے جملے میں اللہ کا نام ہے دوسرے جملے میں اس کے محبوب کا نام ہے، لیکن اللہ کا نام جملے کے آخر میں ہے۔ اور اس کے محبوب کا نام جملے کے شروع میں ہے۔ غور فرمائیں لا الٰہ الا اللہ ! میں جملے کا آخری کلمہ، آخری لفظ اللہ ہے اور دوسرا جملہ جس میں اس نے اپنے محبوب کا نام ذکر فرمایا، وہ شروع ہی اس کے محبوب کے نام سے ہو رہا ہے۔ محمد رسول اللہ ـــ محمد (ﷺ) شروع میں آ گیا۔ یہ انداز کیوں اپنایا؟ دونوں کا نام شروع میں کیوں نہیں آ گیا۔ یا دونوں کا نام جملے کے آخر میں کیوں نہیں آیا۔

یہ ربِّ ذوالجلال کی حکمتیں ہیں، اگر اپنے محبوب کا نام جملے کے شروع میں لایا ہے تو اپنا نام بھی جملے کے شروع میں لے آتا۔ یوں کہہ دیتا: اللہ لا

الٰہ الا ھو۔ (اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں۔) یا پھر اپنا نام آخر میں لایا ہے تو اپنے محبوب کا نام بھی جملے کے آخر میں لاتا، ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اپنا نام جملے کے آخر میں لایا اور اپنے محبوب کا نام جملے کے شروع میں لایا تا کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ جس جملے میں میرا نام ہے وہ جملہ میرے نام پہ ختم ہو گا اور اگلے جملے کے شروع میں میرے حبیب کا نام ہے، وہ میرے محبوب کے نام سے شروع ہو گا، اِدھر میرا نام آئے گا فوراً بعد میرے محبوب کا نام آئے گا۔ تا کہ پتہ چل جائے کہ مجھے میرے محبوب کے ساتھ اتنی بھی جدائی گوارا نہیں ہے کہ اپنے نام کے بعد ایک حرف بھی درمیان میں آئے۔ اِدھر اللہ (جل جلالہٗ) کی ھاء ختم ہوئی اور اُدھر محمد (ﷺ) کی میم کا آغاز ہو گیا۔

جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملانے کا اتنا اہتمام ربِّ ذوالجلال فرمائے کہ اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھے۔ درمیان میں کوئی حرف تک لانا گوارا نہ کرے اور پھر مخلوق کی پیدائش سے پہلے ہی اپنے نام کے ساتھ ملا کے لکھ دیا ہو۔

اب اگر کوئی گمراہ، بدعقیدہ مولوی بدعقیدہ یہ کہے کہ لا اللہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ ملائیں تو شرک ہو جاتا ہے۔ وہ غور کرے کہ ربِّ ذوالجلال کی طرف کس چیز کی نسبت کر رہا ہے۔ اور خداوند قدوس کو کیا سمجھتا ہے؟ ربِّ ذوالجلال تو اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھے، وہ تو لا الٰہ الا اللہ

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

محمّد رسول اللہ ---آدم کی تخلیق سے بھی پہلے عرش پہ تحریر فرمائے جنت کی ہر چیز پر تحریر فرمائے، آج کوئی اٹھے اور کہے لا الہ الا اللہ تو کلمہ توحید ہے لیکن محمّد رسول اللہ آئے تو شرک ہو جاتا ہے۔نعوذ باللہ من ذالک۔

وہ یا تو نبی کی عظمت کو نہیں سمجھا ہے یا پھر خداوند قدوس کی شان کو نہیں سمجھا ہے۔ربّ ذوالجلال تو محبوب کی شان کو یوں اہتمام کے ساتھ بیان فرمائے

ورفعنا لك ذكرك (۳)

(میرے محبوب آپ کے ذکر کو ہم نے بلند کر دیا ہے۔)

اور اللہ نے اپنے محبوب کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کے لکھا۔اتنا اتصال اور اتنی مناسبت، ایک تو اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھے اور دوسرا غور فرمائیے۔اللہ (جل جلالہ) ذاتی نام ہے ربّ ذوالجلال کا اور محمّد ﷺ یہ بھی ذاتی نام ہے اس کے محبوب کا۔اللہ کے نام میں بھی درمیان والا حرف مشدد ہے اور اپنے محبوب کو بھی ایسا نام عطا فرمایا وہاں بھی درمیان والا حرف مشدد ہے، اتنی مناسبت نام میں! گنتی کر لیں جتنے حروف اللہ میں ہیں اتنے ہی حروف محمّد میں ہیں۔

ربّ ذوالجلال تو اتنی مناسبت اور اتنا اتصال رکھے اور تم کہو کہ اللہ کے

(۳)......القرآن الکریم سورۃ الانشراح : ۴

نام کے ساتھ اس کے محبوب کا نام ملا دیا تو شرک ہو جائے گا۔نعوذ باللہ من ذالک---

جیسا کہ لاہور کے ایک منحوس مُلّا نے کہا تھا کہ:

"ذکرِ الٰہی تو فقط لا الہ الا اللہ ہے، اس کے ساتھ محمّد رسول اللہ ملانا ایسا ہی ہے جیسے دودھ میں مینگنیاں ڈال دی جائیں"۔معاذ اللہ

اس پر توہین رسالت کا مقدمہ درج ہوا، پھر کسی مسلمان کے ہاتھوں وہ واصل جہنم ہوا۔

ان کو تو شرک کا معنی تک نہیں آتا، شرک نبی کی تعظیم کو نہیں کہتے، شرک دوسرا خدا ماننے کو کہتے ہیں۔ہم نبی کی تعظیم کرتے ہیں، نبی کو نہ خدا مانتے ہیں نہ خدا کا بیٹا مانتے ہیں، خدا کا محبوب بندہ مانتے ہیں۔اللہ کا نائب مانتے ہیں اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے اللہ کے محبوب کو مالکِ کائنات مانتے ہیں اور مختار مانتے ہیں۔سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے۔تو اللہ کا شریک کیسے بن گیا؟

حضرت آدم علیہ السلام نے جب یہ عرض کیا تو آواز آئی، اے آدم! آپ کی توبہ قبول کر لی کیونکہ میرے محبوب، میرے نبی رحمت کا وسیلہ آ گیا ہے۔وہی آدم تین سو سال روتے رہے، تین سو سال گریہ وزاری کرتے رہے، لیکن پہلی بار ایک ہی دفعہ محبوب خدا ﷺ کا وسیلہ ربّ ذوالجلال کی بارگاہ میں پیش کیا۔ذرا دیر نہ لگی، ارشاد ہوا! میرے محبوب نبی کا نام آیا ہے،

http://t.me/Tehqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

جن سے میں محبت کرتا ہوں، کل کائنات سے جو مجھے زیادہ محبوب ہے۔ اس نبی رحمت کا وسیلہ آیا ہے۔ اب اگر توبہ قبول نہ ہو تو میرے نبی کی رحمۃ للعالمینی پر دھبہ آتا ہے۔ وہ تو کل جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔ اے آدم! آپ کی توبہ بھی قبول ہے۔

"وعزت وجلال من"

اور مجھے میری عزت وجلال کی قسم ہے۔

"ہر کہ از اولاد تو توسل بہ او جوید، اورا آمرزم وتوبہ اورا قبول کنم۔" (۴)

جو بھی قیامت تک تیری اولاد سے اس محبوب کا وسیلہ پیش کرے گا، اس کی توبہ قبول کروں گا اور سب کے گناہوں کو معاف کردوں گا۔

یہ عالم ارواح میں نبی کریم ﷺ کی رحمت کا ظہور ہوا۔۔ یعنی ابھی سرکار ﷺ عالم ارواح میں جلوہ گر تھے۔ اور اسی طرح نبی کریم ﷺ ابھی عالم ارواح میں تھے کہ اہل کتاب یہود ونصاریٰ جو پہلی کتابوں میں نبی پاک ﷺ کے اوصاف کو پڑھتے تھے تو وہ دعا مانگتے تھے اللہ کی بارگاہ میں کہ

"اے اللہ! ہم اہل کتاب ہیں، تجھے مانتے ہیں، ہماری جنگ ہو رہی ہے مشرکوں اور بت پرستوں کے ساتھ، تیری بارگاہ میں اس نبی کا وسیلہ پیش کرتے ہیں جو نبی رحمت ہیں، اس رحمت والے نبی کے صدقے میں جو ابھی آئے نہیں، ابھی مبعوث نہیں ہوئے، ابھی عالم اروح میں جلوہ گر ہیں

(۴)...... روضۃ الاحباب

اس رحمت والے نبی کی رحمت کے صدقے میں ہمیں ان بت پرستوں پر فتح عطا فرمادے۔"

قرآن مجید میں آتا ہے۔

وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ (۵)

ان کے صدقے میں فتح کی دعا مانگتے تھے۔ اور ان کی وہ دعا قبول ہو جاتی تھی یعنی نبی پاک ﷺ کی رحمت کے صدقے میں دعا مانگتے تھے، دعا قبول ہو جاتی اور انہیں فتح دے دی جاتی۔

دوسرا جہان......عالَمِ دُنیا

پھر حضور ﷺ عالَم دنیا میں تشریف لائے اور عالم دنیا میں رہتے ہوئے آپ کی رحمت کا بے شمار مواقع پر ظہور ہوا۔ صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی حاجات کو لے کر آتے جو پوری ہوتی رہیں۔

جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں۔ لیکن اتنی بات تمہیں بتاؤں کہ نبی کریم ﷺ کا ہمارے لیے عالَم دنیا میں رحمت ہونا، جبکہ ہم عالم دنیا میں ہیں، اس سے بڑھ کر اور کیا رحمت کا ثبوت چاہیے کہ یہ ساری نعمتیں دنیا کی ہمارے لیے نعمت تب بنی ہیں جب ہمارا وجود ہے۔ اگر ہم خود ہی نہ ہوتے، ہمارا وجود ہی نہ ہوتا، ہم ہی پیدا نہ ہوتے، تو ہمارے لیے یہ رزق، پانی، دانا، علم

(۵)......القرآن الکریم سورۃ البقرۃ: ۸۹

http://t.me/Tahqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

فہم، فراست، جائیداد، زمین، چاند، سورج، پانی کے چشمے، یہ سائے، یہ سب ہمارے لیے نعمت نہ بنتے، میرے لیے علم نعمت ہے، مگر علم تب مجھے ملا جب پہلے میں خود پیدا ہوا۔ اگر میں ہی نہ ہوتا تو میرا علم کہاں سے آتا؟ اسی طرح حسن ہے، عقل ہے، فہم وفراست ہے، اولاد ہے، جائیداد ہے، مال ودولت ہے، بے شمار نعمتیں:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا(٦)

ترجمہ: اگر نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے۔

اتنی نعمتیں عطا فرمائیں۔ لیکن یہ ساری نعمتیں تب نعمت بنیں جب پہلے ہمارا وجود ہوا۔ اگر ہم ہی نہ ہوتے تو کوئی چیز ہمارے لیے نعمت نہ بنتی۔ تو یہ ساری نعمتیں ہمارے لیے نعمت ہیں، ہمارے وجود کے طفیل اور وجود ہمیں ملا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل۔ اگر وہ نہ ہوتے تو ہمارا وجود نہ ہوتا۔

حدیث قدسی ہے:

لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ ۔(٧)

ترجمہ: محبوب اگر تجھے نہ پیدا کرتا تو دنیا کی کوئی چیز نہ بناتا۔

اگر وہ نہ ہوتے تو کائنات کی کوئی چیز نہ ہوتی۔ ہم بھی نہ ہوتے، جب ہم ہی نہ ہوتے تو دنیا کی کوئی چیز ہمارے لیے نعمت نہ بنتی۔ لہٰذا یہ ساری نعمتیں

(٦)......القرآن الکریم سورۃ ابراھیم: ٣٤

(٧)......کشف الخفاء رقم الحدیث ٢١٢١ دار الکتب العلمیۃ بیروت ١٤٨/٢

رسول پاک ﷺ کے صدقے میں ہو گئیں۔

تیسرا جہان......عالم برزخ

عالمِ ارواح اور عالم دنیا کی طرح نبی کریم ﷺ عالم برزخ میں بھی اللہ کی رحمت ہیں۔ ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد جب کوئی شخص قبر میں جاتا ہے، جنازہ پڑھ کے اس کی تدفین کے بعد عزیز واقارب واپس جاتے ہیں تو فرشتے آ کر اسے زندہ کر کے اٹھاتے ہیں۔ اس سے سوال و جواب کرتے ہیں، رب کے بارے میں پوچھا جاتا ہے، دین کے بارے میں پوچھا جاتا ہے، اور اسی طرح رسول پاک ﷺ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔

مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِىْ هٰذَا الرَّجُلِ۔(٨)

اس مردِ کامل کے بارے میں کیا کہتا تھا؟

آخری سوال یہ ہوتا ہے۔ پاس اور فیل ہونے کا دارومدار اس سوال کے جواب پر ہے۔ اگر صحیح جواب دے دیا گیا، پاس۔ اور اگر غلط جواب دیا تو پہلے جوابوں کا بھی کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ ایک روایت کے مطابق رسول پاک ﷺ وہاں سامنے جلوہ گر ہوتے ہیں، کیونکہ حدیث میں لفظ ھذا آیا ہے۔ ھذا اسم اشارہ ہے یہ اُس مشارٌ الیہ کے لیے آتا ہے جو محسوس مبصر ہو، سامنے دکھائی دے رہا ہو۔ تو "ھذا الرجل" کا معنی یہ ہے کہ اس مردِ کامل کے

(٨)......سنن ابی داؤد باب المسالۃ فی القبر رقم الحدیث: ٤٧٥١ شرکۃ دار ارقم بیروت ص: ١٠٨٣

http://t.me/Tehqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

بارے میں کیا کہتے رہے ہو؟

تو ھذا اسی وقت آتا ہے جب مشارٌ الیہ سامنے موجود ہو، چنانچہ نبی پاک ﷺ سامنے جلوہ گر ہوں گے اور مرنے والے کو ادھر متوجہ کر کے فرشتے پوچھیں گے۔ یہ جو ہستی تمہیں نظر آ رہی ہے، بتا ان کے بارے میں کیا کہتا رہا ہے۔ اگر سرکار کا غلام ہوگا، حضور کی محبت پر خاتمہ ہوا ہوگا، دنیا میں سرکار کی عظمتوں کو سلام کرتا رہا ہوگا، اور سرکار کو شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین مانتا رہا ہوگا تو فوراً دیکھ کر اس میں یہ شعور آئے گا اور وہ کہے گا: یہ محمد ﷺ رسول اللہ ہیں، میرے آقا ہیں۔ کوئی عاشق تو اس سے بڑھ کر عملی جواب دیتا ہوا سرکار کے قدموں پر بوسہ دے کے بتائے گا، یہ وہ ہیں جن کی قدم بوسی کا مجھے شوق تھا۔

بعض اسلاف سے منقول ہے کہ قبر میں جب میت کے اندر روح ڈال کر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو اگر کوئی گناہگار مسلمان، نبی پاک ﷺ کا کوئی گناہگار امتی سوال کا جواب دینے میں ہچکچاہٹ محسوس کرے فرشتے پوچھ رہے ہیں۔

مَنْ رَبُّکَ ..... تیرا رب کون ہے؟

اور وہ ہچکچاہٹ محسوس کر رہا ہے تو وہاں نبی کریم ﷺ کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ سرکار فرشتوں کو کہتے ہیں کہ فرشتو! یہ ڈر گیا ہے تمہیں دیکھ کر اور نئی جگہ

میں آ گیا ہے، اجنبی ماحول میں آ گیا ہے، اپنے عزیز و اقارب سے بچھڑ کے آ رہا ہے، غم زدہ ہے، گھبرا گیا ہے۔ پہلی دفعہ اس نے تمہیں دیکھا ہے تو تمہیں دیکھ کے ڈر رہا ہے ورنہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ربّ اللہ ہے۔ وہ فوراً سن کے کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے۔ اسی طرح فرشتے جو بھی سوال کرتے ہیں، سرکارِ دو عالم ﷺ اپنی رحمت اور شفقت فرماتے ہوئے اس مردے کو جواب تلقین فرما دیتے ہیں، اشاروں اشاروں میں جواب سکھا دیتے ہیں تو وہ سرکار سے سن کر فرشتوں کو جواب دیتا ہے۔

تفسیر مدارک میں زیرِ آیت و لو انّھم اذ ظلموا مذکور ہے

جاء اعرابی بعد دفنه علیه السلام فرمی بنفسه علی قبره و حثا من ترابه علی رأسه و قال یا رسول الله قلت فسمعنا و کان فیما انزل علیك و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك ـ الآية و قد ظلمت نفسي و جئتك استغفر الله من ذنبي فاستغفر لي من ربي فنودي من قبره قد غفر لك۔(۹)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ کو دفن کیے جانے کے بعد ایک اعرابی قبر مبارک پر حاضر ہوا، پس وہ قبر مبارک کی مٹی کو اپنے سر پر ڈالتے ہوئے قبر کے ساتھ چمٹ گیا اور کہنے لگا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے فرمایا، ہم نے سنا اور آپ پر یہ آیت بھی نازل کی گئی و لو انھم اذ ظلموا انفسھم

(۹)—تفسیر مدارک التنزیل، الجزء الاول، ص 234، دار الکتاب العربی بیروت

http://t.me/Tehqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click https://ataunnabi.blogspot.com/

جاء وك الآية (یارسول اللہ!) میں نے اپنے اوپر ظلم کیا، اب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں، اپنے گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہوئے، پس آپ بھی میرے لیے میرے ربّ سے مغفرت طلب کریں تو قبر سے آواز آئی۔ (اے بندۂ خدا) تجھے بخش دیا گیا۔

ایک اور حدیث جسے مشکوٰۃ شریف میں ذکر کیا گیا اور بخاری شریف میں بھی ہے کہ

نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو کر تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں سواری نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا، ڈر گئی، گھبرا گئی، سرکار دو عالم ﷺ سواری سے نیچے اتر آئے اور ساتھ ہی صحابہ کرام نے دیکھا کہ نبی پاک ﷺ کے چہرہ اقدس پر پریشانی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں، سرکار پریشان نظر آ رہے ہیں، حضور ﷺ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ درخت کی چھوٹی سی ٹہنی کاٹ کے لے آؤ، ٹہنی لائی گئی، آپ نے اسے چیر کے دو حصوں میں تقسیم کیا اور اس کے بعد ٹہنی کا ایک ٹکڑا زمین کی ایک جگہ گاڑ دیا اور دوسرا حصہ دوسری جگہ گاڑ دیا۔ اور اس کے بعد کچھ لمحے سرکار وہاں رہے پھر یکایک نبی پاک ﷺ کے چہرہ اقدس پر رونق آ گئی، اور پریشانی کے آثار ختم ہو گئے، حضور ﷺ کا چہرہ ہشاش بشاش مطمئن اور مسرور نظر آنے لگا، اس کے بعد سرکار ﷺ سواری پر سوار ہو کر چل پڑے یا چلنے

لگے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے پوچھ لیا یا آپ ﷺ نے صحابہ کے اندر چھپے ہوئے تجسس کو محسوس فرما لیا کہ اس مسئلے میں ابہام اور اشتباہ کا شکار ہیں۔ کہ ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ ماجرا کیا ہوا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

جہاں سے ہم گزر رہے تھے، یہاں دو قبریں ہیں اور قبر والوں کو قبر کے اندر عذاب ہو رہا تھا، اتنا خوفناک عذاب تھا، اتنا دہشت ناک وہ منظر تھا کہ میری سواری بھی اس کو دیکھ کر برداشت نہ کر سکی۔ گھبرا گئی اور گھبراہٹ میں اس نے بدکنا شروع کر دیا۔ میں نے نگاہِ نبوت سے اس عذاب کو ملاحظہ فرمایا کیوں کہ اللہ نے میری فطرت میں رحمت رکھی ہے۔ مجھے رحمۃ للعالمین بنایا ہے، عذاب ہوتا ہوا دیکھا تو میں پریشان ہوا اور جب تک اُن سے عذاب ٹل نہیں گیا، اس وقت تک وہاں سے میں نے آگے چلنا گوارا نہ کیا۔ چنانچہ میں نے درخت کی شاخ منگوائی۔ تو وہ ہری شاخ جب اس زمین پر رکھی تو ہر سرسبز شے اور ہر ہری شے اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے تو درخت کی ان شاخوں نے اللہ کی تسبیح کا آغاز کیا تو جہاں اللہ کی تسبیح ہو وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور جہاں اللہ کی رحمت نازل ہو وہاں عذاب نہیں ہوا کرتا۔ ادھر اللہ کی رحمت کا نزول شروع ہوا، اِدھر عذاب میں تخفیف ہو گئی، انہیں معاف کر دیا گیا، جب وہ عذاب سے چھٹکارا حاصل کر چکے تو اللہ ربّ العزت کی اس رحمت پر مجھے خوشی ہوئی، کیونکہ میں رحمۃ للعالمین

http://t.me/Tehqiqat

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں۔ یہ بھی حضور نے بتا دیا کہ ان میں سے ایک کو عذاب پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ اور دوسرے کے بارے میں فرمایا کہ وہ چغل خوری کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ (۱۰)

چغل خور تھا، اللہ تعالیٰ ایسے موذی گناہوں سے بچائے، جن کی وجہ سے انسان مرتے ہی عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اس حدیث سے جو نتیجہ میں اخذ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ یہاں پر سرکار نے جن لوگوں پر کرم کیا، جنہیں عذاب سے تخفیف دلائی، جن کی مدد کی وہ عالم برزخ میں تھے، وہ اس دنیا میں نہ تھے، وہ قبر میں تھے، عالم برزخ میں تھے۔ نبی پاک علیہ السلام نے برزخ والوں کی مدد کی اور ان پر رحم کر کے بتا دیا کہ میں صرف دنیا والوں کے لیے نہیں بلکہ کل جہانوں کے لیے رحمت ہوں یعنی دنیا والوں کے لیے رحمت ہوں، قبر میں چلے جانے والوں کے لیے بھی رحمت ہوں اور یہاں ہمارے لیے ایک خوشخبری کا پیغام بھی ہے۔

غور فرمائیں اس حدیث پر۔ جب یہ واقعہ پیش آیا، اس وقت نبی پاک ﷺ عالم دنیا میں تھے اور جن پر رحم فرما رہے تھے وہ عالم برزخ میں تھے۔ سرکار اور جہان میں تھے اور جن پر رحم کیا جا رہا ہے وہ اور جہان میں تھے۔ تو معلوم ہو گیا کہ نبی پاک علیہ السلام کے لیے یہ جہانوں کا تفاوت کوئی

(۱۰)......الجامع الصحیح للبخاری کتاب الوضو باب من الکبائر ان لا یستتر من بولہ رقم الحدیث ۲۱۶ا ص:۵۰ وکتاب الجنائز باب الجریدۃ علی القبر رقم الحدیث ۱۳۶۱ ص:۲۶۸

رکاوٹ نہیں، حضور جس جہان میں بھی ہوں سب جہان والوں کے لیے رحمت ہیں۔ اگر چہ اس وقت حضور دنیا میں تھے تو برزخ والوں پر کرم فرمایا ان کی مدد کی اور آج اگر سرکار ﷺ عالمِ برزخ میں جلوہ گر ہیں تو ہم جو دنیا میں رہتے ہیں ہمیں بھی دیکھ رہے ہیں اور ہماری مدد بھی کر سکتے ہیں۔ جو دنیا میں رہ کر برزخ والوں کو دیکھ سکتے ہیں وہ برزخ میں جلوہ گر ہو کر دنیا والوں کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔ جو دنیا میں رہتے ہوئے برزخ والوں پر رحم کر سکتا ہے وہ برزخ میں رہتے ہوئے دنیا والوں پر بھی کرم کر سکتا ہے۔

لہٰذا آج بھی سرکار کرم کر سکتے ہیں، کوئی پکارے تو سہی، کوئی التجا کرے تو سہی، سرکار سے رحمت کی بھیک مانگے تو سہی۔۔۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

امتی پکارے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سرکار کو خبر و اطلاع نہ ہو۔ (اسلاف نے اور بزرگوں نے جن کے عقیدے سچے اور سچے ہوتے تھے، انہوں نے پکارا ہے سرکار کو) حضرت ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی

ز مہجوری بر آمد جان عالم
تَرَحَّمْ یَا نَبِیَّ اللّٰہ تَرَحَّمْ

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

رحم کیجیے یا نبی اللہ رحم کیجیے، پکارا ہے۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

چہ وصفت کند سعدی ناتمام
علیک الصلوٰۃ اے نبی و السلام

اے نبی آپ پر صلوٰۃ و سلام ہو۔

کوئی کہتا ہے

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا

کوئی کہتا ہے

اے ہزاراں جبرائیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

الغرض جنہوں نے اس رمز کو پہچانا، جنہوں نے نبی کی شان کو سمجھا انہوں نے نبی پاک کی خدمت میں التجائیں کیں، استغاثے کیے اور رحمت سے اپنے دامن بھرے۔

چوتھا جہان...... عالمِ آخرت یعنی عالمِ محشر

وہاں سرکار کی رحمت کا مظاہرہ میدانِ محشر میں جمع ہونے والے سبھی دیکھیں گے، جب سارے لوگ جمع ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت

میں حاضری دیں گے کہ آج اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ہمارے حق میں شفاعت کیجیے، سفارش کیجیے، ہم سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ گرمی زوروں پر ہے، سورج قریب آ گیا ہے، زمین تانبے کی طرح تپ گئی ہے، ہمارے لیے التجا کیجیے ربّ ذوالجلال کی بارگاہ میں، حساب و کتاب کا عمل شروع ہوگا۔

حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے، آج ربّ ذوالجلال کے وصف جلالی کا اظہار ہو رہا ہے۔ اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی ہمت میرے اندر آج نہیں ہے۔

اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ...... کسی اور کے پاس جاؤ۔

اسی طرح ہوتے ہوتے حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، سارے پیغمبروں کی بارگاہوں میں سے ہوتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ تک پہنچیں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے۔ اور فرمائیں گے! جاؤ محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اگر شفاعت چاہتے ہو تو، اگر مقصد براری چاہتے ہو تو کیوں در بدر کی ٹھوکریں کھاتے ہو، جہاں جانا ہے وہاں کیوں نہیں جاتے؟ جاؤ حبیب خدا کی بارگاہ میں، آج اگر کام بنے گا تو وہاں سے بنے گا، آج اگر رحمت کی بھیک ملے گی تو وہاں سے ملے گی۔ آج اگر ربّ کی بارگاہ میں جا کر کوئی شفاعت کرنے کی پوزیشن میں ہے تو وہ اس کے پیارے محبوب محمد رسول اللہ

http://t.me/tehqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جب سارے لوگ ساری اُمتیں پہلے نبیوں کی امتیں بھی، ہم بھی سارے ہی شامل ہوں گے۔ حضور کی بارگاہ میں جائیں گے تو جواب مختلف ہوگا۔

پہلے نبیوں نے فرمایا تھا !

اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ...... دوسروں کے پاس جاؤ۔

یہاں سے جواب ملے گا، آؤ میری بارگاہ میں ''اَنَا لَهَا'' رب نے شفاعت کے لیے تو پیدا ہی مجھے کیا ہے، شفاعت کا تاج تو میرے سر پر سجایا ہے، شفیع المذنبین تو میں ہوں، آؤ میری بارگاہ میں۔ میں تمہاری سفارش کرتا ہوں۔

چنانچہ آپ ربِّ ذوالجلال کی بارگاہ میں سربسجود ہو جائیں گے مقامِ محمود پر جا کر۔ اذان کے بعد جو دعا ہم مانگتے ہیں۔ اس میں مقامِ محمود کی دعا مانگتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے، تو اسی مقامِ محمود پر جلوہ گر ہوں گے اور ربِّ ذوالجلال کی بارگاہ میں سر سجدے میں رکھ کر ربِّ ذوالجلال کی انوکھی حمد بیان کریں گے جیسی حمد کسی نے بیان نہ کی ہو۔ رب ذوالجلال فرمائے گا اِرْفَعْ رَاْسَکَ یَا مُحَمَّد (کتنا پیارا خطاب ہے) میرے پیارے اب بہت حمد ہوگئی، آپ کی شفاعت قبول کرتے ہیں، سر اٹھاؤ سجدے سے اِرْفَعْ رَاْسَکَ یَا مُحَمَّد اب صورت حال یہ ہے کہ سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ

تُشَفَّعْ اب آپ مانگتے جائیں ہم دیتے جائیں گے۔ آپ سفارش کرتے جائیں ہم قبول کرتے جائیں گے۔(۱۱)

کیونکہ رب نے وعدہ کیا ہے اپنے محبوب سے:

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (۱۲)

ترجمہ: ہم آپ کو اتنا دیں گے، اتنا عطا فرمائیں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

تو یہ اسی دن کے لیے بشارت اور خوشخبری ہے قیامت والے دن رب ذوالجلال اپنے محبوب کو دینے پر آئے گا، اس وقت تک دیتا چلا جائے گا جب تک محبوب خوش نہ ہو جائیں گے اور محبوب کب خوش ہوں گے؟

حدیث پاک میں آتا ہے، میں اس وقت تک خوش نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک بھی امتی جہنم میں ہوگا، تاوقتیکہ میرے سارے امتی جنت میں چلے جائیں۔ اگر کوئی امتی جہنم میں گیا بھی ہے تو جب رب ذوالجلال اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا، میں تو تب ہی خوش ہوں گا۔ رب فرماتا ہے میں تو آپ کو خوش کر کے چھوڑوں گا، محبوب فرماتے ہیں میں اس وقت خوش ہوں گا جب میری ساری امت گنہگار سے گنہگار امتی بھی جنت میں پہنچ جائے گا۔

(۱۱)......الجامع الصحیح للبخاری ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ رقم الحدیث ۳۳۴۰ دارالسلام ریاض، ص:۶۸۰
وکتاب التفسیر رقم الحدیث ۴۷۱۲ دارالسلام ریاض، ص:۹۸۸

(۱۲)......القرآن الکریم سورۃ الضحیٰ:۵

http://t.me/Tehqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ حدیث میں نے آج آپ کو سنائی، اس سے پہلے بھی کئی بار آپ نے سنی ہوگی۔ ویسے بھی آپ اس حدیث کو جانتے ہیں، مشہور ہے کہ سارے وہاں ایسا کریں گے اور پتہ چل گیا کہ شفاعت صرف اور صرف ہمارے آقا ہی کریں گے۔ پھر وہاں ہم دوسروں کی بارگاہ میں کیوں جائیں گے، جبکہ یہاں دنیا میں ہمیں پتہ ہے کہ شفاعت فلاں جگہ ہونی ہے، حضور ہی شفاعت کریں گے تو پھر سیدھا ہی حضور کی بارگاہ میں کیوں نہیں چلے جائیں گے یا تو یہ ہو کہ پتہ نہ ہو، دنیا میں حضور نے خود فرمادیا۔ یہ حدیث ہے جو میں نے آپ کو ابھی سنائی، ہمیں مطلع کردیا گیا کہ اس دن شفاعت کبریٰ صرف اور صرف نبی پاک کریں گے تو پھر تو چاہیے کہ ہم سیدھا ہی براہِ راست پہلے مرحلے پر ہی حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں لیکن یہ بات اس دن ہمارے ذہنوں سے بھلادی جائے گی اور رب ذوالجلال خود بھلائے گا، حکمت کے تحت، اس دن ہمیں یاد ہی نہیں رہے گی یہ حدیث کہ شفاعت صرف حضور کریں گے۔

اس واسطے ہم سب سے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور سارے نبیوں سے ہو کر آخر میں نبی آخر الزمان ﷺ کی بارگاہ میں آئیں گے کیوں بھلائی جائے گی؟ بھلادینا رب کا کام ہے تو رب کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں، تو وہ یہ بات اس دن ہمارے ذہنوں سے کیوں بھلائے گا؟ اس میں حکمت کیا ہے؟ اس لیے بھلائے گا، اس میں حکمت یہ ہے کہ رب

ذوالجلال اس دن اپنے محبوب کی کمال شان اور عظیم رفعت و بلندیٔ مقام کو ظاہر فرمانا چاہتا ہے۔ یہ بتلانا چاہتا ہے پہلے سارے دروازوں سے ہوآؤ تاکہ تمہیں یہ شک نہ رہے کہ جس کی بارگاہ میں بھی چلے جاتے، سب اللہ کے نبی ہیں، رسول ہیں، کوئی بھی شفاعت کردیتا، مانی جاتی، سارے دروازوں سے پہلے ہوآؤ، تاکہ پتہ چل جائے آج میدانِ محشر میں جو کام کوئی نہیں کر سکا، وہ کام میرے محبوب نے کردکھایا، اس لیے یہ بات ہمارے ذہنوں سے بھلادی جائے گی تاکہ سارے دروازوں سے ہوکر آئیں۔

حضرت مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس پر انتہائی ایمان افروز تبصرہ فرمایا۔ فرماتے ہیں یہ سارے محشر کی رونق اور محشر کے بازار کو گرم کرنا، لوگوں کو جمع کرنا، پل صراط کا بچھایا جانا اور وہاں حوضِ کوثر سے جاموں کا لٹایا جانا، ترازو پہ نامۂ اعمال کو تولا جانا، مولانا حسن رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ہمارا تو یہ عقیدہ ہے رب ذوالجلال کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ سب کے اعمال کو جانتا ہے، اسے پتہ ہے کہ کس نے جہنم میں جانا ہے اور وہ جانتا ہے کس نے جنت میں جانا ہے، کس کی کتنی نیکیاں ہیں، کتنے گناہ ہیں، اسے تولنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سب کچھ عالم محشر میں جو ہوگا پچاس ہزار سال کا یہ دن ہوگا کبھی کیا ہو رہا ہے، کبھی کیا ہو رہا ہے:

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

http://t.me/Tehqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ محبوب خدا کی شان دکھانے کے لیے، عالم محشر قائم ہوگا۔ کبھی محبوب پل صراط سے لوگوں کو گزار رہے ہیں، کبھی حوضِ کوثر سے پانی پلا رہے ہیں اور کبھی گناہگاروں کے گناہوں کو بخشوا رہے ہیں، کبھی شفاعت فرما رہے ہیں، کبھی سربسجود ہیں۔ یہ سارا کچھ کیوں ہے؟

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

میرے شیخ طریقت غزالی زماں رازی دوراں امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ نے آیت مذکورہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ پر انتہائی پُرمغز مفسرانہ کلام فرماتے ہوئے ایک علمی نکتہ بیان فرمایا ہے جو مقالاتِ کاظمی جلد اول میں چھپ چکا ہے۔

آپ ارشاد فرماتے ہیں:

جب حضور اکرم ﷺ کا تمام عالمین کے لئے راحم ہونا ثابت ہوگیا تو رَاحِمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ہونے کے لوازمات و مناسبات بھی ثابت ہوگئے۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اذا ثبت الشئ ثبت بجميع لوازمه جب کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو اپنے تمام لوازم کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔

کسی پر رحم کرنے کے لئے چار باتیں لازم ہیں۔

نمبر1......سب سے پہلے تو یہ امر لازم ہے کہ رحم کرنے والا زندہ ہو

مردہ نہ ہو کیونکہ مردہ رحم نہیں کر سکتا وہ خود رحم کا طالب و مستحق ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر حضور ﷺ معاذ اللہ زندہ نہ ہوں تو رَاحِمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ نہیں ہو سکتے۔ جب آیت قرآنیہ سے حضور ﷺ کا رَاحِمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ہونا ثابت ہوگیا تو حضور ﷺ کا زندہ ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

نمبر2......دوسری بات یہ ہے کہ صرف زندہ ہونے سے کسی پر رحم نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم کے حال کا عالم نہ ہو کیونکہ بے خبر کسی پر کیا رحم کرے گا۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ فرض کیجئے زید انتہائی مظلوم ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی شخص اس پر رحم کر کے ظالم کے ظلم سے اسے بچائے۔ اسی خواہش کو دل میں لے کر وہ عمرو کے پاس جاتا ہے اور اس سے رحم کی درخواست کرتا ہے۔ عمرو اس کی درخواست سن لیتا ہے مگر اسے کچھ معلوم نہیں کہ اس کا حال کیا ہے؟ وہ نہیں جانتا کہ یہ کس مصیبت میں مبتلا ہے اور کس نوعیت کے رحم کا طالب ہے اس لئے وہ اس سے دریافت کرتا ہے کہ تمہیں تکلیف کیا ہے اور تم کس طرح کی مہربانی چاہتے ہو۔ اب اگر زید اِسے اپنا حال نہ بتائے اور یہی کہتا رہے کہ آپ میرا حال نہ پوچھئے بس مجھ پر رحم کر دیجئے تو کیا عمرو اِس پر رحم کر سکتا ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں۔ جب تک وہ اپنا حال نہ بتائے اور عمرو اس کے حالات سے پوری طرح باخبر نہ ہو اس وقت تک وہ اس پر

http://t.me/Tehqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

قطعاً رحم نہیں کرسکتا۔

آیت قرآنیہ کی روشنی میں حضور ﷺ رَاحِمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ہیں تو جب تک حضور ﷺ تمام عالمین، ماسوی اللہ، جمیع کائنات ومخلوقات کے حالات کو نہ جانیں اور جمیع ما کان وما یکون کا علم حضور ﷺ کو نہ ہو اس وقت تک حضور ﷺ رَاحِمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ نہیں ہوسکتے۔ جب حضور ﷺ کا رَاحِمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ہونا ثابت ہوگیا تو تمام کائنات کے احوال کا عالم ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

نمبر 3...... تیسری بات یہ کہ صرف عالم ہونے سے بھی کسی پر رحم نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم تک اپنی رحمت ونعمت پہنچانے کی قدرت واختیار نہ رکھتا ہو۔

مثال کے طور پر ایک شخص شب وروز ہمارے پاس مقیم ہے وہ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت وطاعت میں مشغول رہتا ہے اور عبادت وریاضت کرتے کرتے وہ اس قدر ضعیف وناتواں ہوگیا ہے کہ اس کے لئے چلنا پھرنا اور اٹھنا بیٹھنا تک دشوار ہوگیا ہے اگر ایسے شخص کو ڈاکہ زنی اور قتل وغارت کے الزام میں پکڑ کر تختۂ دار پر لٹکا دیا جائے اور وہ بے گناہ اس وقت ہم سے رحم کی درخواست کرتے ہوئے کہے کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں بے گناہ ہوں آپ مجھ پر رحم کیوں نہیں کرتے؟ تو ہم اسے یہی جواب دیں گے کہ

واقعی ہم آپ کے حال سے اچھی طرح باخبر ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ آپ بے گناہ ہیں مگر فقط جاننے سے کیا ہوتا ہے؟ ہمارے پاس وہ قدرت واختیار نہیں کہ آپ کو تختۂ دار سے بچالیں۔ اپنی رحمت آپ تک پہنچانے کا جب تک ہمیں اختیار نہ ہو اور قدرت نہ پائی جائے اس وقت تک ہم آپ پر رحم نہیں کرسکتے۔

معلوم ہوا قدرت واختیار کا ہونا بھی رحم کرنے کے لئے ضروری ہے۔

جب حضور ﷺ تمام مخلوقات اور کل کائنات کے لئے علی الاطلاق راحم ہیں تو ہر ذرۂ کائنات تک رحمت ونعمت پہنچانے کی قدرت واختیار بھی حضور ﷺ کے لئے حاصل ہے۔

نمبر 4...... چوتھی بات یہ کہ صرف قدرت واختیار سے بھی کام نہیں چلتا۔ کسی پر رحم کرنے کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ رحم کرنے والا مرحوم کے قریب ہو اور مرحوم راحم کے قریب ہو۔

اس بات کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھئے کہ مثلاً آپ تین فرلانگ کے فاصلہ پر کھڑے ہیں اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خونخوار دشمن نے آپ کے مخلص دوست پر حملہ کردیا وہ چلا کر آپ سے رحم کی درخواست کرنے لگا۔ آپ اس کی مدد کے لئے دوڑے اور خلوصِ قلب سے اس پر رحم کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی دشمن نے اُسے ہلاک کردیا۔

http://t.me/Tehqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

اب غور کریں آپ زندہ بھی ہیں اور اس دوست کو بچشم خود ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اس کے حال کے عالم بھی ہیں، رحم کرنے کی قدرت اور طاقت بھی آپ کے اندر پائی جاتی ہے۔ آپ اپنے اختیار سے رحم کر سکتے ہیں لیکن صرف اس وجہ سے کہ وہ مخلص دوست آپ سے دُور ہے اور آپ اس سے دور ہیں۔ آپ اپنی حیات، قدرت واختیار کے باوجود بھی اس پر رحم نہیں کر سکتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ رحم کرنے کے لئے راحم کا مرحوم سے قریب ہونا بھی ضروری ہے۔ جب آیت قرآنیہ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے تمام جہانوں اور مخلوقات کے ہر ذرے کے لئے راحم ہونا ثابت ہوگیا تو یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ حضور ﷺ اپنی روحانیت ونورانیت کے ساتھ تمام کائنات کے قریب ہیں اور ساری کائنات حضور ﷺ سے قریب ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہاں یہ شبہ پیدا کیا جائے کہ ایک ذات تمام جہانوں کے قریب کیسے ہوسکتی ہے؟ ایک فرد کسی ایک سے قریب ہوگا تو اس کے علاوہ باقی سب سے دور ہوگا۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ فردِ واحد افرادِ کائنات میں سے ہر فرد کے قریب ہو؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن دو کے درمیان نزدیکی متصور ہے اگر وہ

دونوں کثیف ہوں تو واقعی ایسا ہی ہوگا کہ فردِ واحد افرادِ مختلفہ فی الزمان والمکان سے بیک وقت قریب نہیں ہوسکتا اور اگر دونوں لطیف ہوں یا دونوں میں سے کوئی ایک لطیف ہو تو جو لطیف ہوگا وہ بیک وقت تمام موجوداتِ کائنات سے قریب ہوسکتا ہے جس میں کوئی شرعی یا عقلی استحالہ لازم نہیں آتا۔

دیکھئے ایک قرآن سارے جہان میں پایا جاتا ہے۔ مشرق ومغرب جنوب وشمال، افریقہ وامریکہ، چین وجاپان میں ہر مسلمان حافظ قرآن کے سینے میں ایک ہی قرآن ہے اور وہ ایک ہونے کے باوجود سب سے قریب ہے۔ عالم محسوسات میں شکل وصورت اور آواز ہی کو لے لیجئے کہ ایک شکل ایک صورت اور ایک ہی آواز بے شمار دیکھنے اور سننے والوں سے قریب ہے۔ ایک بولنے والے کی آواز تمام سامعین کے کانوں میں پہنچتی ہے اور ایک شکل وصورت سب دیکھنے والوں کی آنکھوں اور دماغوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اگرچہ حفاظِ قرآن کثیف ہیں اسی طرح سننے دیکھنے والے انسان بھی کثافت سے متصف ہیں لیکن قرآن شکل وصورت اور آواز یہ سب چیزیں لطیف ہیں اس لئے سب کے قریب ہیں کسی سے دور نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی لطافت اتنی قوی اور ارفع واعلیٰ ہے جس کی شان کو کائنات ومخلوقات کی کوئی لطیف سے لطیف چیز بھی نہیں پہنچ سکتی۔

اس لئے حضور ﷺ کا تمام افرادِ ممکنات سے قریب ہونا بالکل واضح

http://t.me/Tehqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Click
https://ataunnabi.blogspot.com/

اور روشن ہے۔ ہم کثیف سہی لیکن حضور ﷺ تو لطیف ہیں۔ لہذا حضور ﷺ کا ہم سب سے قریب ہونا کوئی امر دشوار نہیں۔ آواز کی لطافت کا یہ حال ہے کہ جہاں تک ہوا جاسکتی ہے آواز بھی وہاں تک پہنچ سکے لیکن رسول اللہ ﷺ آواز اور ہوا سے بھی زیادہ لطیف ہیں۔ ہوا اپنے مقام محدود سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور آواز ہوا سے آگے نہیں جاسکتی لیکن جہاں آواز اور ہوا بھی نہ جاسکے، آواز اور ہوا تو کیا، یوں کہیے کہ جہاں جبریل امین علیہ السلام کا بھی گزر نہ ہوسکے وہاں بھی حضور ﷺ پہنچ جاتے ہیں بلکہ جہاں زمانہ اور مکان بھی نہ پایا جاسکے وہاں بھی حضور ﷺ پائے جاتے ہیں۔ یقین نہ ہو تو شب معراج کا حال سامنے رکھ لیجیے جس سے آپ کو ہمارے بیان کی پوری تصدیق ہوجائے گی۔

مختصر یہ کہ لطافت ایسی صفت ہے جس کے ہوتے ہوئے قرب اور بعد مکانی کا اشکال باقی نہیں رہتا اور حضور ﷺ تو ایسے لطیف ہیں کہ تمام کائنات میں کوئی چیز رسول اللہ ﷺ کے برابر لطیف پیدا نہیں ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف جلد ۳ صفحہ ۱۸۷ مطبع نول کشور لکھنؤ میں فرماتے ہیں

"کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ دلیل یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس چیز سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کا سایہ ہوتا تو رسول اللہ

ﷺ کے وجود مبارک سے زیادہ لطیف ہوتا اور حضور ﷺ کے وجود مبارک کے برابر کوئی لطیف چیز جہان میں پیدا نہیں ہوئی چہ جائیکہ اس سے زیادہ لطیف ہو۔ اس صورت میں حضور ﷺ کا سایہ کس طرح ہوسکتا ہے"؟

حاصل کلام یہ ہے کہ حضور ﷺ تمام عالموں کے قریب اسی وقت ہوسکتے ہیں کہ جب اعلیٰ درجے کے نورانی، روحانی اور لطیف ہوں۔ چونکہ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ہونے کی وجہ سے ان تمام جہانوں سے قریب ہونا ضروری ہے اس لئے ان کا روحانی، نورانی اور لطیف ہونا بھی ضروری ہوا۔

ایک آیت سے پانچ مسئلے وضاحت کے ساتھ ثابت ہوگئے یعنی حضور ﷺ تمام عالموں کے لئے رحمت فرمانے والے ہیں لہذا زندہ ہیں اور تمام کائنات کے حالات و کیفیات کے عالم بھی ہیں اور ساتھ ہی عالم کے ہر ذرہ تک اپنی رحمت اور نعمت پہنچانے کی قدرت و اختیار بھی رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ تمام عالم کو محیط اور تمام کائنات کی ہر شے سے قریب بھی ہیں۔ نیز ایسے روحانی، نورانی اور لطیف ہیں کہ جس کی بنا پر آپ کا کسی ایک چیز سے قریب ہونا دوسری چیز سے بعید ہونے کو مستلزم نہیں بلکہ بیک وقت تمام افرادِ عالم سے یکساں قریب ہیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

http://t.me/Tehqiqat
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari